مولانا محمد عیسیٰ منصوری، لندن

قرآن اور موجودہ علمی و سائنسی ترقیات

قرآن کے پیش کردہ عقیدہ توحید کی بدولت دنیا میں پہلی بار وہ فکری انقلاب برپا ہوا جس نے انسانوں کو مظاہر پرستی اور توہم پرستی اور مخلوق کی تقدیس و عظمت سے نکال کر کائنات کی تسخیر کا ذہن پیدا کیا۔ دنیا کے مذاہب کی کتابوں میں قرآن واحد کتاب ہے جس نے سینکڑوں جگہوں پر انسان کو اس پر ابھارا کہ اس نظام کائنات میں غور و فکر کرے تا کہ خالق کائنات کی صحیح معرفت حاصل کرے اور فطرت کے مخفی خزانوں کا کھوج لگائے۔ اور اس کا استعمال کر کے ترقی کے بام عروج تک پہنچے۔ قرآن کے نظریہ توحید کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف خالق کائنات کی واحد ہستی ہی تعظیم و تقدیس اور عبادت کے لائق ہے اور ساری مخلوقات میں انسان اعلیٰ و اشرف ہے جو اپنے خالق کا خلیفہ بن کر کائنات کی ہر شے پر کنٹرول کرنے اور اس کے استعمال کا حقدار ہے۔

سائنسی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مخلوق کی تقدیس و عظمت کا ذہن تھا جس نے انسانوں کو ہزار ہا سال تک توہم پرستی و فضا پرستی میں الجھا کر کائنات کی تسخیر اور کائنات کے کھوج و مطالعہ سے باز رکھا مذہب کی اصطلاح میں اسی کا نام شرک ہے۔ شرک کا معنی مخلوق کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت کرنا ہے۔ نزول قرآن سے پہلے ساری دنیا میں شرک پرستی کا غلبہ تھا' انسان مظاہر فطرت زمین' پہاڑ' دریا' چاند' سورج' ستاروں کو مقدس و معبود سمجھ کر ان کے آگے سجدہ ریز تھا وہ ان کے مطالعہ و تحقیق اور تسخیر کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی میں قرآن کے ذریعہ ایک عظیم فکری انقلاب برپا ہوا قرآن کی تعلیم نے شرک کو مغلوب کر کے توحید کو غالب کر دیا یہ فکری انقلاب اولاً" حجاز میں برپا ہوا پھر دمشق بغداد کا سفر کرتا ہوا یورپ میں پہنچا۔ پھر بحر اٹلانٹک عبور کرتا ہوا امریکہ میں داخل ہوا۔ دنیا کی موجودہ جدید سائنسی ترقی قرآن کے نظریہ توحید کی دین ہے۔ مغرب ایک بادل ناخواستہ اس کا اعتراف کر رہا ہے مغرب میں کثرت سے ایسی کتابیں لکھی جا رہی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ در حقیقت عرب ہی یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی کے بانی ہیں' چنانچہ پروفیسر حتی اپنی کتاب "ہسٹری آف دی عربس" میں لکھتا ہے "قرون وسطی میں کسی بھی قوم نے انسانی ترقی میں اتنا حصہ ادا نہیں کیا جتنا عربوں نے۔"

اب مغرب تسلیم کر رہا ہے کہ جب عرب علوم لاطینی میں ترجمہ ہو کر اسپین' سسلی اور اٹلی کے راستہ سے یورپ میں پہنچے وہی یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور سائنسی ترقی کا سبب بنے۔

ہنری پرین (HENRIPIRENNE) نے اس وقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے اسلام نے کرہ ارض کی صورت بدل دی۔ اور تاریخ کا رواجی ڈھانچہ اکھاڑ کر پھینک دیا۔ تاریخی اعتبار سے ایک یہی حقیقت ہے کہ جسے سائنسی ترقی کہا جاتا ہے وہ نزول قرآن سے پہلے وجود میں نہیں آسکی اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ اشیاء کائنات کے مطالعہ تحقیق کا ذہن سب سے پہلے قرآن نے پیدا کیا۔ اس میں شک نہیں کہ سائنسی و صنعتی ترقیات قرآن کا براہ راست مقصود و مطلوب نہیں ہے قرآن اصلاً" ایک ہدایت ربانی ہے جو انسان کو آخرت کی کامیابی کا راستہ دکھاتا ہے جس طرح درخت کا اصل مقصد پھل دینا ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو انسان کو سایہ بھی دیتا ہے۔ یہی معاملہ قرآن کا ہے قرآن کا اصل مقصد انسانوں پر ہدایت ربانی کا دروازہ کھولنا ہے اور اسے دنیا و آخرت کی سرفرازی سے ہمکنار کرنا ہے مگر قرآن ایک مکمل سچائی ہے اور مکمل سچائی جب ظہور میں آتی ہے تو انسان کے لیے ہر اعتبار سے برکت و افادیت کا باعث ہوتی ہے براہ راست بھی بالواسطہ بھی اخروی بھی' دنیوی بھی۔ جسے قرآن نے اپنے منبع الفاظ میں ھدی و رحمۃ سے تعبیر کیا ہے۔

شرک نام ہے خالق کے بجائے مخلوق کی تقدیس و عظمت اور پرستش کا شرک کے اثرات محض انسان کے عقیدہ و فکر تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کا تعلق انسان کے تمام دنیوی معاملات سے بھی ہے۔ شرک کا ذہن مظاہر قدرت اور کائنات کی ہر مخلوق کو تقدیس عطا کر کے انسان کو ان کے آگے جھکنے پر آمادہ کرتا ہے۔ نہ کہ اس کے مطالعہ و تسخیر پر' اور توحید ایک خدائے برتر کی صحیح عظمت کا اعتراف کر کے تمام مظاہر قدرت کو انسان کے برتنے کی چیز بنا دیتی ہے۔ شرک یا توہم پرستی کا ذہن ہزار ہا سال تک دنیا میں حاوی تھا جو ہر قسم کے سائنسی و علمی ترقیات کو روکے ہوئے تھا اس نے مخلوق کو مقدس قرار دے کر انسان کو ان کی پرستش پہ ڈال رکھا تھا توہم پرستی کے سبب انسان مظاہر فطرت کی تسخیر و تحقیق کا سوچ بھی نہیں سکتا تا فطرت قرآن نے پہلی بار سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعا" منہ ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون (جاثیہ: ۲۵) کہ اس نے زمین اور اجرام سماوی کی تمام چیزیں تمہارے کام میں لگا دی ہیں اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے دلائل ہیں تسخیر کے لغوی معنی کسی کو قابو میں رکھنا ہے۔ قرآن نے سخر لکم الشمس وا[illegible] صدا بلند کر کے انسانی ذہن کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر اس کی تحقیق و مطالعہ پر

ڈال دیا۔ یہی قرآن کا فکری انقلاب درحقیقت سائنسی ترقی کا پہلا زینہ ہے قرآن نے انسانوں کو کائنات کی بادشاہت کا شہ نشین قرار دے کر انسان کے ساری مخلوق سے برتر عظیم ہونے کا فلسفہ پیش کیا اور اسے خلیفۃ اللہ فی الارض کے مرتبے پر سرفراز ہی سائنس و نیچرل علوم (Natural Sciences) علم الاشیاء یا علم الاسماء کے سبب کیا۔ علم ادم الاسماء کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اسمائے سے مراد تمام چیزوں کے نام اور ان کے خواص و صفات کا علم ہے یہی سائنس و صنعت ہے۔ سائنس اور صنعت میں فرق ہے کہ سائنس اشیاء کے خواص و تاثر کا مجرد علم ہے اور ٹیکنالوجی اس علم الاشیاء کو برت کر اس سے عملی استفادہ کرنا ہے دنیا میں یہ ذہنی و فکری انقلاب قرآن کے عقیدہ توحید نے پیدا کیا جس نے ہر قسم کی علمی و سائنسی ترقی کی راہیں کھول دی۔ شرک کا اصل نقصان تو مرنے کے بعد آخرت کے خسران کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ مگر اس کا دنیوی نقصان یہ ہے کہ شرک و توہم پرستی ان پر صحیح علمی و سائنسی ترقی کا دروازہ بند کر دیتی ہے اس توہم پرستی کے عقیدے کا خمیازہ انسانیت ہزاروں سال تک بھگتی رہی ہے۔ قرآن کا سب سے بڑا فکری کارنامہ یہ ہے اس نے پہلی بار دنیا میں عالمی طور پر توحید کی فکر کو غالب کیا۔ نظریہ توحید انسان کی فطرت میں داخل ہے جو انسان اپنی فطرت کا انکار کر دے تو اسے اس کی قیمت یہ دینا پڑتی ہے کہ اسے مخلوق کی طاقت کو تسلیم کرنے اور اس کی عظمت کے آگے جھکنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اس طرح اس پر آخرت کے خسران کے ساتھ ساتھ دنیاوی ترقی کا باب بھی بند ہو جاتا ہے مگر صرف دنیوی ترقی پہ قانع ہونے کا مطلب درخت کے پھل کے بجائے اس کے سایہ پہ قانع ہو جانا ہے۔ سائنس کی بنیاد سوچ و فکر کی آزادی پہ ہے سوچ و فکر کی آزادی کے بغیر سائنس وجود میں نہیں آسکتی۔ عقیدہ شرک نے انسان کی سوچ و فکر کو مخلوق کی تقدیس کی زنجیر بنا کر جکڑ رکھا تھا نزول قرآن سے پہلے دنیا کے ہر ملک میں انسانوں کی توہم پرستی سے فائدہ اٹھا کر خدائی بادشاہ (God King) کا نظریہ قائم تھا انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے تفصیل سے اس دور کی مقدس بادشاہتوں کا نقشہ کھینچا ہے نزول قرآن سے قبل دنیا کی کوئی بھی بادشاہت اسی میں تھی جو کسی پہلو سے مقدس سمجھی جاتی ہو ان مقدس بادشاہتوں کو ہٹانے یا بدلنے یا ان سے اختلاف رائے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا نزول قرآن سے پہلے جو مخلوق پرستی اور توہم پرستی و شرک" کا ماحول تھا اس میں صرف بادشاہوں کی رائے ہی صحیح سمجھی جاتی تھی حتی کہ نوشیروان عادل کی رائے کے خلاف رائے ظاہر کرنے والے کو بھرے دربار میں سر پر لکڑیاں مار مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس سوچ و فکر کی پابندی کے سبب تمام علمی و سائنسی ترقیوں کی راہیں بند تھیں۔ قرآن کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے عظیم فکری انقلاب برپا کر کے مخلوق کی غلامی کی زنجیروں کو پاش پاش کر دیا۔ قرآنی تعلیم کے علمبردار عربوں نے دنیا کی تمام بڑی شہنشاہوں کو توڑ کر آزادی فکر کی راہ ہموار کی۔ ان کے الفاظ میں نخرج الناس من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ یعنی قرآن فکر نے عالمی طور پر انسانوں کو غلامی سے نجات دلائی۔ یہی فکری آزادی سائنس و علم کی ترقی کا نقطہ آغاز ہے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ قدیم یونان کی ترقی محض آرٹ، فلسفہ یا منطق کے میدان میں تھی سائنسی ترقی اتنی کم تھی جو کسی شمار میں نہیں آتی کیونکہ سائنسی ترقی کے لئے آزادی غور و فکر کا ماحول انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ ماحول قرآن کے فکر انقلاب سے پہلے دنیا میں کہیں موجود نہیں تھا۔ قدیم یونان میں گنے چنے چند افراد نے آزادی فکر کو برتنا چاہا مگر شرک کے ماحول نے اسے برداشت نہیں کیا۔ مثلاً ارشمیدس (ARCHIMDES) ۲۱۲ق م۔ کو ایک رومی سپاہی نے اس وقت قتل کر دیا جب وہ شہر سے باہر ریت پر جیومیٹری کے سوالات حل کر رہا تھا۔ اس طرح سقراط کو آزادی فکر کے جرم میں زہر پیالہ پینا پڑا۔ اسی طرح ارسطو نے بلا تحقیق بہت سی باتیں کہہ دیں جو عرصہ تک دہرائی جاتی رہیں۔ مثلاً ارسطو نے دعویٰ کیا کہ عورتوں کے منہ میں کم دانت ہوتے ہیں اگرچہ اس نے دو شادیاں کیں لیکن ایسا نہ کر سکا کہ اپنی بیوی کا منہ کھول کر دیکھ لے اور مشاہدہ کی بنا پر اپنی رائے قائم کرے۔ یونانی فلاسفہ کی تمام تر سرگرمیاں منطق اور لایعنی فلسفوں میں نظر آتی ہیں۔ مگر تجرباتی سائنس سے وہ بالکل کورے تھے۔ حتی کہ ارسطو نے اپنی ساری زندگی میں کوئی ایک بھی عملی تجربہ نہیں کیا۔ اگرچہ اس نے طبیعیات کے موضوع پر مضامین لکھے یہی حال رومن تہذیب کا ہے دونوں نے دنیا پر عسکری غلبہ حاصل کیا۔ مگر شرک و بت پرستی کا ذہن سائنس کے میدان تحقیق و تفتیش میں رکاوٹ بن گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شرک یعنی اشیاء کی تقدیس کا عقیدہ انسان کو علم الاسماء یا اشیاء کی تحقیق و مطالعہ سے روک دیتا ہے رومی اپنے ہزار سالہ دور میں ایک بھی سائنس دان پیدا نہیں کر سکے۔ یہی حال دنیا کی دیگر اقوام، مصری، چینی ایرانی اور ہندوستانیوں کا تھا۔ ان کی تمام تر ترقیات نظری بحثوں اور لایعنی فلسفوں تک محدود تھیں شرک کے ماحول میں تجربات کے بجائے توہمات کا غلبہ رہتا ہے۔ نزول قرآن سے پہلے دنیا کی کوئی بھی قوم سائنسی ترقی کا ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکی۔ شرک کے سبب دنیا بھر کے انسانوں کے ذہنوں میں یہ غیر سائنسی عقیدہ بیٹھا ہوا تھا کہ نظام کائنات مختلف دیوتا چلاتے ہیں یا جادو کے زور پر چل رہا ہے۔ یہ ذہن اشیاء کی سائنسی تحقیق میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ اسی حالت میں تحقیق و تسخیر کا ذہن نہیں بلکہ وہ ذہنیت پیدا ہوتی ہے جسے مشہور مفکر برٹرینڈ رسل نے جادو یا توہم پرستی سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے کہ جس چیز کو انسان معبود کی نظر سے دیکھتا ہے پھر اس کو تحقیق و تسخیر کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ مشہور مورخ آرنلڈ ٹوائن بی نے صحیح لکھا ہے کہ قدیم زمانہ نزول قرآن سے پہلے کائنات کی جملہ اشیاء فطرت کے خزانوں کے ہم معنی نہیں بلکہ وہ مقدس دیوتا بنی ہوئی تھیں۔ اس نے اعتراف کیا کہ مخلوق کی پرستش و تقدیس کے ذہن کو توحید کے عقیدے نے ختم کیا۔ اور چیزوں کو معبود کے مقام سے اتار کر مخلوق کے مقام پر رکھا۔

نزول قرآن سے پہلے دنیا کے تمام مذاہب نے علوم انسانی خصوصاً سائنس کو

مذہب کی بیڑیوں میں جکڑ کر دنیوی ترقی کا راستہ روک رکھا تھا اس کائنات میں عظیم الشان فکری انقلاب سب سے پہلے قرآن اور صاحب قرآن کے ذریعہ سے وجود میں آیا۔ کھجور کی تابیر کے مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انتم اعلم بامور دنیاکم انسانی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے دینی بحث کو سائنسی تحقیق سے الگ کر دیا ہے اور سائنسی ترقی کو انسانی تجربہ کے حوالے کر کے انسان کی دنیوی و سائنسی دنیوی ترقی کا باب کھول دیا بعد میں اس فکر نے دنیا کے بیشتر حصوں پر اپنا اثر ڈالا۔ اس کے ذریعہ دنیا میں وہ ماحول اور فضا تیار ہوئی جس کی وجہ سے علمی تحقیق اور مظاہر قدرت کی تسخیر کا کام مذہبی بندش کے خوف سے بے نیاز ہو کر آزادنہ طور پر ہو سکا۔ یورپ کو غور و فکر کی آزادی اور علمی ترقی کا ماحول پیدا کرنے کے لئے مذہب ہی سے خلاصی حاصل کرنی پڑی۔ چنانچہ یورپ کی سائنسی اور علوم و فنون کی تمام ترقی مسیحیت سے چھٹکارے کے بعد ہی ممکن ہو سکی۔ کیونکہ مسیحیت سینٹ پال کے ذریعہ شرک کے مذہب میں تبدیل ہو چکی تھی۔ شرک اور توہم پرستی کس طرح حقائق اور علمی ترقی سے محروم کرتے ہے۔ اس کی ایک مثال مسیحیت کا عقیدہ تثلیث ہے جس نے حضرت مسیح کی شخصیت میں غلو کر کے انہیں مقدس خدائی کا ایک حصہ قرار دیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کرۂ ارض جو حضرت مسیح کی جنم بھومی ہے کی تقدیس کا غلط عقیدہ پیدا ہوا اور اس عقیدہ نے ۸ ہزار سال تک مسیحی دنیا کو کائنات کی حقیقت و سچائی ماننے سے روکے رکھا۔ شرک کے اس عقیدے کی وجہ سے یورپ ہزار سال تک اس حقیقت کے ماننے پر آمادہ نہیں ہو سکا۔ کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے بلکہ وہ چاند سورج سمیت پوری کہکشاں کے مقدس مسیح کی جنم بھومی یعنی زمین کے گرد گھومنے کے غیر سائنسی عقیدے پر قائم رہا ہے۔ اسی طرح دریاؤں کو مقدس ماننے کا عقیدہ اس کا مانع بن گیا کہ انسان دریاؤں کو مسخر کر کے اس سے بجلی پیدا کرے۔ ستاروں کی تقدیس کا عقیدہ اس سے مانع تھا کہ انسان رصد گاہ بنا کر ان کو مطالعہ و تحقیق کا موضوع بنائے قرآن کے نظریہ توحید نے شرک کی پیدا کردہ فکری گھٹن اور سوچ و فکر پر پابندی کا ماحول ختم کیا قرآن کی تعلیم نے مسلمانوں کو کائناتی علوم میں اتنا ترقی یافتہ بنا دیا تھا کہ جب اسپین سے مسلمان ملک بدر کیئے گئے تو اسپین و یورپ کے باشندے ان کی چھوڑی ہوئی رصد گاہوں کا استعمال نہیں جانتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ انہوں نے ان رصد گاہوں کو چرچ کے گھنٹہ گھروں میں تبدیل کر دیا۔ قرآن کے نزول سے سائنس اور تمام انسانی علوم کی حوصلہ فزائی ہوئی۔ اور ہر شعبہ مین بڑے بڑے اہل علم اور اہل تحقیق پیدا ہوئے نزول قرآن کی بدولت انسانی تاریخ میں پہلی بار علمی تحقیق کی راہ کی رکاوٹیں ختم ہوئیں۔ اور سائنس و علم کے موافق فضا تیار ہوئی جس میں علم و تحقیق کا کام بغیر کسی مذہبی روک ٹوک کے جاری رہ سکا۔ یہاں تک کہ وہ ترقی کرتا ہوا موجودہ سائنسی و صنعتی دور تک پہنچا اس کو اب مغرب کے بیشتر دانشور و مفکر تسلیم کر رہے ہیں کہ دنیا میں آزاد تحقیق و مطالعہ کا ماحول سب سے پہلے قرآن کے عطا کردہ عقیدہ توحید کے فکری انقلاب کے بعد ہی ممکن ہو سکا۔ اس کے بعد یہ مدینہ پہنچا پھر اس کے بعد بغداد کو اپنا مرکز بنایا۔ اس کے بعد اسپین میں علمی و سائنسی ماحول قائم ہوا۔ پھر یہ اٹلی سے ہوتا ہوا پورے یورپ میں پھیل جاتا ہے۔ اور پوری دنیا کے ذہن و فکر پر حاوی ہو جاتا ہے قرآنی نظریہ توحید نے دنیا میں شرک و توہم پرستی کی فکر کو ایسا مغلوب کر دیا کہ آج دنیا کی تمام بت پرست قومیں بھی کسی نہ کسی طرح نظریہ توحید سے اپنا رشتہ جوڑتی دکھائی دیتی ہی۔

مذہب کی بنیاد تقدیس کے تخیل (HOLINESS) پر ہے تقدیس کا یہ جذبہ ایک فطری جذبہ ہے مگر جب خالق کے بجائے مخلوق کو مقدس مانا جائے تو یہ ہر قسم کی برائیوں اور تنزل و پستی کی بنیاد بن جاتا ہے جب انسان غیر مقدس کو مقدس مانتا ہے تو اپنے پر ہر قسم کی دنیوی و اخروی ترقیوں کا دروازہ بند کر لیتا ہے کیونکہ یہ غیر فطری عقیدہ کائنات کی چیزوں کو تحقیق و تسخیر کے خانہ سے نکال کر عبادت کے خانہ میں پہنچا دیتا ہے اسے قرآن نے ناموزوں چیز اور ظلم عظیم کہا ہے مظاہر قدرت کا مطالعہ اور اس کی تحقیق و تسخیر کا ہی دوسرا نام سائنس ہے۔ شرک مخلوق کو پرستش کا موضوع بنانا اور توحید تسخیر اور اس پر کنٹرول کا نام ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴) کے مطابق وہ تمام علمی لٹریچر جس نے یورپ کو سائنسی ترقی پر ڈالا تھا عربی کتب کے لاطینی ترجمہ سے حاصل ہوا۔ اور یہ اس وقت ہوا جب یورپ کے طلباء اسپین کی عرب یونیورسٹیوں سے علوم سیکھ کر آئے یورپ میں جدید سائنس کا بانی راجر بیکن کو تسلیم کیا جاتا ہے راجر بیکن نے علم اسپین عرب دانش گاہوں سے حاصل کیا تھا۔ موجودہ دور کے مغربی محققین کا اس پر اتفاق ہے جیسے گستاولی' بان رابرٹ' بریفالٹ رابرٹس' منگو مری واٹ وغیرہ انسائیکلو پیڈیا پر مشتمل تھا اس وقت اسپین کے بے شمار کتب خانوں میں ایک لاکھ سے زائد کتب تھیں۔ الغرض تمام علوم میں ہمہ جہتی ترقی کا نزول قرآن کے بعد ہی ممکن ہو سکی جب قرآن کے پیش کردہ نظریہ توحید نے توہم پرستی کو مغلوب کر دیا۔ آیئے اس پر ایک نظر ڈالیں۔ قدیم زمانہ میں توہم پرستی شرک کا ذہن مرض اور علاج کے رشتہ کو دیوتاؤں سے جوڑے ہوئے تھا اس ذہن نے بیماریوں کو دیوتاؤں کی پراسرار طاقتوں سے وابستہ کر رکھا تھا ان کو علاج کراتے ہوئے دیوتاؤں کی ناراضگی کا خوف دامن گیر رہتا تھا ہندوستان میں اب تک چیچک کے لیے سیتل ادیوی کی پوجا کی جاتی ہے اس توہم پرستی کے ذہن کے ہوتے ہوئے سائنٹفک طریق علاج کی بات ذہن کو اپیل نہیں کر سکتی تھی چنانچہ چیچک کی طبی حقیقت پہلی بار مشہور عرب طبیب ابوبکر رازی دسویں صدی عیسوی میں دریافت کی اور اس پر عملی کتاب الجدری والحصبہ لکھی جس کا لاطینی ترجمہ ۱۵۶۵ میں وینس میں ہوا۔ اور انگریزی ترجمہ ۱۸۴۸ میں لندن میں چھپا پھر ایڈوارڈ جینر (EDWARD JENNER) نے اس کو پڑھ کر ۱۸۹۶ء میں چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا۔

یہ صحیح ہے کہ علم الاعداد صفر (زیرو) کی ایجاد ہندوستان نے کی مگر یہ ایجاد

صدیوں تک غیر معروف رہی کیونکہ شرک وبت پرستی کے غلبہ کی وجہ سے علم الاعداد کو دیوتاؤں کے نقوش کا تقدس حاصل تھا توہم پرستی کے سبب ہر نئی چیز کو توحش کی نظر سے دیکھا جاتا تھا کہ دیوتا ناراض نہ ہو جائیں۔ ۷۷۱ء میں مسلمانوں کے علوم کی قدردانی کے سبب یہ تحقیق عباسی خلیفہ منصور کے دربار میں بغداد پہنچی تو عربوں نے اسے دنیا بھر میں عام کیا یورپ میں زیرو (صفر) کا نظریہ عرب ریاضی دان محمد بن موسیٰ خوارزمی کے ذریعہ بارہویں صدی عیسوی میں پہنچا۔ یورپ اسے عربی اعداد یا عربی گنتی (ARABIC NUMERALS) کہتا ہے دیکھئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مطبوعہ ۱۹۸۴ اور یہ ایجاد خود ہندوستان میں عربوں کے بہت دیر بعد مقبول ہوئی۔ اب تک ہندوستان میں نویں صدی عیسوی سے قبل کا کوئی کتبہ دریافت نہ ہو سکا جس میں صفر کا حرف استعمال کیا گیا ہو۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ۱۹۸۸ء) اسی طرح نزول قرآن سے پہلے دنیا میں سمندر اور دریاؤں کو مقدس مان کر ان کی پوجا کی جاتی تھی ان کے نام پر نذر و قربانی کی جاتی تھی۔ اس توہم پرستی کی فضا میں ان کے استعمال کی بات سوچی بھی نہ جا سکتی تھی تاریخی طور پر آبپاشی کا نہری نظام ملکی سطح پر سب سے پہلے اسپین میں عربوں نے قائم کیا۔ جس کی وجہ سے چلسیہ (CHALENCIA) کا میدانی علاقہ جو تھا' سرسبز و شاداب ہو گیا اور زرعی انقلاب سے پورا ملک لہلہا اٹھا ہندوستان میں گزشتہ صدی تک سمندر دیوتا کے سینہ پر سوا ہو کر سمندری سفر کرنا ہی پاپ مانا جاتا تھا۔ دنیا میں آب پاشی اور بجلی کی ایجاد بنیادی سبب قرآن کا پیش کردہ موحدانہ فکر تھا جس نے دریاؤں کو معبود کے درجہ سے مخلوق کے درجہ پر اتارا۔ نزول قرآن سے پہلے علم تاریخ سراسر شاہ نامہ بنا ہوا تھا یعنی اس میں صرف بادشاہوں کو تذکرہ کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ دنیا میں جدید فن تاریخ علم العمران کا بانی عبد الرحمن ابن خلدون تھا جو تاریخ کے علم الاجتماع کا بانی مانا جاتا ہے۔ نزول قرآن نے انسانی مساوات قائم کی اس فکر نے صحیح علمی تاریخی نقطہ نظر پیدا کیا جس نے تاریخ کے فن کو بادشاہ نامہ سے انسان نامہ میں تبدیل کیا جو فرد کے بجائے انسانی گروہ کو اہمیت دیتا ہے۔

اسی طرح دنیا میں انسانی مساوات و برابری کا قرآن کی دین ہے تاریخ میں پہلی بار حقیقی مساوات قرآن کے برپا کیے ہوئے انقلاب کی بدولت قائم ہوئی۔ قرآن نے انسانوں کے مابین رنگ و نسل امیری غریبی حاکم محکوم کے فرق کو تعارف کے لیے قرار دیا نہ کہ امتیاز کے لیے۔ قرآن کے نزدیک پیدائشی طور پر سارے انسان برابر ہیں نہ کوئی برتر نسل کے نہ کوئی کمتر نسل سے نہ کوئی پیدائشی برہمن ہے نہ پیدائشی شودر۔ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ قرآن کا نظریہ اے لوگو تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو تمہارے شعوب و قبائل تعارف کے لئے ہیں عزت و احترام پر انسان کا حق ہے اور باہمی فرق تعارف و شناخت کے لئے نہ امتیاز کیلئے۔ معزز خدا کے نزدیک صرف نیکو کار ہیں موجودہ دور میں آزادی رائے کو سب سے اعلیٰ وارفع چیز سمجھا جاتا ہے اسے یورپین جمہوریت کی خصوصیت بتایا جاتا ہے۔ یہ فکر بھی در حقیقت قرآن کے نظریہ توحید کی دین ہے جس کی رو سے برتر و قابل پرستش صرف ایک ہی ہستی ہے باقی سب مخلوق برابر ہے قرآن کی تعلیم نے آزادی رائے کی جو فضا قائم کی اس میں ہر شخص نہ صرف خلیفہ وقت بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے بھی اختلاف کر سکتا تھا۔

اس کی بے شمار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں فرانسیسی مفکر روسیو جمہوریت کا بانی سمجھا جاتا ہے اس نے اپنی کتاب معاہدہ عمران ان لفظوں سے شروع کی۔ انسان آزاد پیدا ہوا تا مگر اس کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا گیا۔ یہ دراصل خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شاندار فقرے کی بازگشت ہے جو آپ نے گورنر مصر کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ اے عمرو تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا تھا۔

یورپ نے جمہوری انقلاب کی روشنی بھی قرآن کی انسانی مساوات کی تعلیم سے حاصل کی۔ اسی طرح اقوام متحدہ نے ۱۹۴۵ء میں انسانی حقوق کا جو چارٹر منظور کیا اس کے آرٹیکل ۱۸ میں کہا گیا ہے کہ ہر آدمی خیال ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق رکھتا ہے یہ قرآن کی آیت لا اکرہ فی الدین کا ترجمہ ہے۔

یورپ نے اگرچہ تعلیم کو باعتبار دین قبول نہیں کیا مگر کائنات کے متعلق قرآن کے نظریہ توحید کو قبول کر کے مظاہر فطرت کو معبود کے بجائے مخلوق کے درجہ میں لا کر ان پر مطالعہ و تحقیق اور ترقی کے منازل طے کیے یورپ کا موجودہ سائنسی و صنعتی انقلاب قرآن کے انقلاب توحید کا کائناتی یا سکولر ایڈیشن ہے۔

قرآن کے انقلاب کے اخروی پہلو کو الگ کر کے دنیوی پہلو کو اختیار کرنے کا دوسرا نام مغرب کا جدید علمی و سائنسی انقلاب ہے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا بلا مبالغہ درست ہے کہ انسانی تاریخ سے اگر قرآن کو خارج کر دیا جائے تو اس کے ساتھ تمام تمدنی' انسانی ترقیوں کو نکال دینا پڑے گا۔ اس کے بعد دنیا دوبارہ اس تاریک دور میں چلی جائے گی جہاں وہ قرآن کے نزول سے پہلے تھی۔ قرآن نے دنیا میں جو فکری انقلاب پیدا کیا اور قرآن کے نظریہ توحید نے دنیا کے انسانی اذہان پر جو گہرے اثرات ڈالے دنیا کی موجودہ سائنس و صنعتی و عمرانی ترقی اسی کی مرہون منت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن دور جدید کا خالق ہے۔ علمی اعتبار سے بھی' سائنسی اعتبار سے بھی اور سماجی و معاشرتی اعتبار سے بھی۔